नामः– डॉ.फरजाना रिजवी (सहायक प्राध्यापक–उर्दू)
पिता का नामः–प्रो.सैयद हैदर अब्बास रिजवी
पति का नामः–सैयद जफर अब्बास जैदी
जन्मतिथिः–02.09.1963
संस्थाः– चन्द्रशेखर आजाद शासकीय स्नातकोत्तर अग्रणी महाविद्यालय, सीहोर
शैक्षणिक अनुभव :–29 वर्ष
शैक्षणिक योग्यता :–एम.ए., पी–एच.डी. उर्दू
पी–एच.डी. शीर्षक :–"डॉ. मोहम्मद इकबाल के उर्दू कलाम की शरहों का [illegible] मुताला" – 1991 अवार्ड।
रिसर्च पेपरः–15 पेपर (राष्ट्रीय एवं अन्तर्राष्ट्रीय पत्रिकाओं में)
पुरस्कार :–1992 में अच्छे रिसर्च वर्क के लिए शैरी भोपाली सम्मान, उर्दू ऐकेडमी भोपाल
स्थानीय निवास :–आईवरी रैसिडेन्सी, रसूल अहमद सिद्वकी पार्क के सामने, कोहेफिजा भोपाल (म0प्र0) 462001, मो0 9407510015,
ईमेल farzanarizwi@gmail.com

डॉ. भुवनेश्वरी स्वामी
सहायक प्राध्यापक
राजनीति विज्ञान
M.A. M. Phil . Ph.D.
राष्ट्रीय शोध संगोष्ठी में शोध पत्र
पत्र वाचन – 50 से अधिक
जन्म दिनाँक – 28.07.1965
अनुभव – 26 वर्ष
पता – श्री शंकर अययर
EH – 14 HIG नेहरु नगर कोटरा भोपाल

सिग्नेचर बुक्स इंटरनेशनल
3, गली नं. 10, नियर हरदन पब्लिक स्कूल
पुस्ता, सोनिया विहार, दिल्ली–110090
नं. 9990236819, 9999805105
ail: signaturebooks09@gmail.com

ISBN 978-93-85622-18-2
9 789385 622182

उर्दू शायरी और हुब्बुल वतनी
संरक्षक डॉ.व्ही.के.शुक्ल
प्रधान सम्पादक डॉ.फरजाना रिजवी
सम्पादक डॉ.कमलेश सिंह नेगी डॉ.भुवनेश्वरी स्वामी

उर्दू शायरी और हुब्बुल वतनी

संरक्षक
डॉ.व्ही.के.शुक्ल
प्राचार्य

प्रधान सम्पादक
डॉ.फरजाना रिजवी

सम्पादक
डॉ.कमलेश सिंह नेगी **डॉ.भुवनेश्वरी स्वामी**

चन्द्रशेखर आज़ाद शासकीय स्नातकोत्तर
अग्रणी महाविद्यालय, सीहोर (म0प्र0)

آزادی کی جدوجہد اور ترقی پسند ادبی تحریک

—ڈاکٹر وسیم انور

دنیا میں جہاں بھی انقلاب رونما ہوا، وہاں کے شعروادب نے اس میں نمایاں رول ادا کیا ہے۔ خواہ امریکہ کی جنگ آزادی ہو یا انقلاب فرانس یا یونان کا معرکہ حریت یا انقلابِ روس، ہر جگہ اس نے اپنے دیرپا اور گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ اس طرح اگر ہم ہندوستان کی جدوجہد آزادی میں اردو شاعری کے کردار کا مطالعہ کریں تو یہ حقیقت واضح ہوگی کہ اردو شاعری ہر گام، ہر ڈگر اور ہر موڑ پر آزادی کی نقیب رہی ہے۔ اردو شاعری نے جس جوش وخروش اور گھن گرج کے ساتھ تحریک آزادی میں حصّہ لیا وہ عدیم المثال ہے۔

ہندوستان میں انگریزوں کے بڑھتے ہوئے عمل ودخل اور ان کی سامراجی چالوں، سیاسی عیاریوں، معاشی استحصال اور ثقافتی یلغار کے دوررس منفی اثرات کو اردو شاعری نے محسوس کر کے ان کے خلاف کبھی دھیمے لہجے میں اور کبھی بلند آہنگی کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کی اور انگریزی غلامی کی زنجیروں کو توڑنے اور ملک وقوم کے پیروں میں پڑی بیڑیوں کو کاٹنے کے لئے برابر آواز اٹھائی اور سوتوں کو جگا کر عزم واستقلال اور جہد وعمل کی دعوت دی۔

یہ اردو شاعری کے لئے قابل فخر بات ہے کہ جنگ آزادی کے ہر مرحلے پر وہ پیش پیش رہی ہے، اور اس نے اپنی تمام تر اصناف حتیٰ کہ غزلوں کے ذریعہ بھی مجاہدوں اور سورماؤں کے دلوں کو گرمایا، ان کی ہمت بندھائی اور ان کا حوصلہ بلند کیا۔ اردو کے قدیم وجدید سبھی شعراء کے یہاں یہ رجحان نظر آتا ہے۔

انگریزی اقتدار کے بعد ملک کے مایوس کن حالات کے زیر اثر غالب کے لہجے میں بھی حزن وملال کا زیروبم سنا جاسکتا ہے۔ مولانا حالی اور مولانا شبلی کے کلام کا خاصہ حصہ جنگ آزادی کے لئے وقف ہے۔ اکبرالہ آبادی نے مغربی تہذیب کی تردید کے لئے طنزومزاح کو

اپنایا۔ چکبست، درگا سہائے سرور اور تلوک چند محروم کی نظموں نے اہلِ وطن میں حب الوطنی کے جذبات بیدار کیئے۔ مولانا حسرت موہانی اور مولانا ظفر علی خاں نے غیر ملکی اقتدار کو کھلے عام چیلنج کیا اور جنگِ آزادی کے سپاہیوں کے خون کی گردش تیز کی۔ علامہ اقبال نے حب الوطنی کے جذبات کو گہرائی وگیرائی عطا کی۔ انہوں نے قومی اتحاد، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور ملک وقوم کی آزادی کے تصورات کو فلسفیانہ اساس فراہم کرتے ہوئے پورے ایشیاء میں آزادی اور خودداری وبیداری کی ایک لہر دوڑادی۔

جوش ملیح آبادی کی نظموں نے بھی تحریک آزادی کی رفتار کو تیز کیا اور ان کی انقلابی نظمیں مقبول ہوئیں۔ اس پس منظر میں ترقی پسندوں کی نسل سامنے آئی۔

۱۹۳۵ء میں لندن میں ''ہندوستانی ترقی پسند مصنفین کی انجمن'' وجود میں آئی، جس کے مینی فیسٹو میں کہا گیا کہ ادیب کو ظلم وجبر غلامی اور سامراجی اقتدار کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے۔ آزادی اور اتحاد کے جذبہ کو پیدا کرنا چاہیے۔ محنت کش عوام اور مزدوروں کی طرف داری کرنی چاہیے۔ قدیم توہم پرستی اور مذہبی منافرت کو ترک کرنا چاہیے۔ ماضی کی عظیم تہذیب سے انسان دوستی، حق پرستی اور صلح جوئی کو حاصل کرلینا چاہیے۔ اور جو باتیں زندگی سے فرار سکھاتی ہیں انہیں چھوڑ دینا چاہیے۔

انجمن ترقی پسند مصنفین کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ ''رجعت پسند رجحانات کے خلاف جدوجہد کر کے اہل ملک کی آزادی کی کوشش کرنا''۔[۱] الہٰذا اس ضمن میں ترقی پسند ادیبوں اور نقادوں نے اہم رول ادا کیا۔

ترقی پسند مصنفین کی انجمن کے ایک ممتاز رکن ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری نے جدوجہد آزادی میں عملی حصہ لینے کے لئے ترقی پسندوں کو دعوت دیتے ہوئے کہا:

''اگر ہم ترقی پسند ہیں اور ہمارا ادب اپنے فرض کا پابند ہے تو ہمیں اس جنگ میں عملی حصہ لینا ہے۔ ہماری دعائیں یا بددعائیں کچھ بنا بگاڑ نہیں سکتیں''۔[۲]

۱۹۳۶ء میں ترقی پسند مصنفین کی پہلی کل ہند کانفرنس منعقد ہوئی جس میں پریم چند نے اپنے تاریخی خطبۂ صدارت میں فرمایا کہ:

''ہماری کسوٹی پر وہ ادب کھرا اترے گا جس میں تفکر ہو، آزادی کا جذبہ ہو، حسن کا